

افسانہ: آفت کی پرکالہ

تصریر: ایس مروہ مرزا

بیٹی چاہے آفت کی پرکالہ ہی کیوں نہ ہو، رخصت کرتے وقت اگر اسے کی گئی نصیحت اسے سمجھ آجائے تو سمجھ لیجئے کہ تربیت کا حق تو ادا ہو ہی گیا ساتھ ساتھ وہ آفت کی پرکالہ اگلے گھر جا کر راحت کا استعارہ بھی ضرور بننے والی ہے۔ بیٹیوں کی زندگی بس اپنے ماں باپ کے گھر ہی بادشاہوں سی ہے، گھر سے رخصت ہوتے کی دیر ہے کہ قدرت ان پگلیوں کے دلوں میں ذمہ داری اور رکھ رکھاؤ کا پورا جہان اتار دیتا ہے۔ اگر بیٹی آفت بھی ہو تو یقیناً اس سے بڑی راحت بھی اس روح زمین پر موجود نہیں ہے۔

"زرا ڈھولکی بجاو گوریو!"

میرے سنگ سنگ گاؤ گویو!

یہ گھڑی ہے ملن کی، اک سجن سے سجن کی "پورے صحن سے لے کر برآمدے تک رنگ برنگی چمکتی، دھمکتی روشیوں اور دل کو بھلی دیکھائی دیتے ان لڑکیوں کے ٹولے کے بیچ وہ تیکھے حسن والی

"بندہ پوچھے کہ گوریاں کسے کہا ہے اس وڈے دانتوں والی نے، اللہ گواہ ہے جولالی کے سوا یہاں کوئی گوری چراغ لے کر بھی مل جائے۔ اور تمہارے سنگ گاہی نہ لیں یہ مسی آوازوں والی، اوپر سے سخن! پتا نہیں وہ موٹی مونچھ والا ماسٹر کس طرف سے سخن بن گیا ہے۔۔۔۔۔ اف لالی بھاگ جاقسم سے، ورنہ یہ بے سریاں ممیاں تجھے اپنے سریلے راگ سناسنا کر مار دیں گی" پہلے جوڑے میں وہ انتہائی حسین مگر دل کی آفت تو بس کاٹ کھانے کودوڑنے والی تھی۔ شاداں اسکا ہاتھ زبردستی پکڑ اور مڑور مڑور کر مہندی کے ترچھے سے گلہ استے بناتی ہوئی ہلکا ہلکا گوریو کاراگ بھی الاپ رہی تھی، فل وقت لالی کو سب ہی زہر لگ رہے تھے جسکی وجہ اسکی اس شور شرابے اور گاؤں کے دیو قسم کے رشتہ داروں کے مجمعے میں شادی ہونا تھی۔ محلے کی سب سے بڑی آفت، شیریر اور افلاطون قسم کی لالی گل جان، ابانشی غلام احمد کی چھٹکی اولاد جس کی پیدائش سے پہلے تو دعائیں لڑکے کی کی گئی تھیں پر اللہ نے شرارت اور آفت کی پوری دکان کے روپ میں لالی کو اس گھر کے آنگن میں اتارا تھا۔ اماں سعدیہ بیگم، اعلیٰ پائے کی سادہ اور اللہ کی گائے جیسی جو اپنی اس لالی نمالال کی حرکتوں سے ناک تک عاجز تھیں۔ گلی محلے کا کوئی ایک بلب اور کھڑکی بھی لالی کے چھکوں اور چوکوں کی پہنچ سے بچی ہوئی نہیں تھی۔ باقی بھلا ہو کلیم نگر کے اس گنجان مگر پر رونق گاؤں کے ہر گھر سے نکلنے والے کاکے اور کایوں کا جن سب نے مل کر لالی کی ستائش رکنی کرکٹ ٹیم تشکیل دے رکھی تھی۔ بہرام بخش، اس گاؤں کا سب سے خوبرو ماسٹر، ایم اے پاس، گاؤں کی مائیوں کا راج دلار اور بابوں کا

شہزادہ پتر اسکے ساتھ ساتھ لالی کا ہونے والا مجازی خدا، پتا نہیں کس غلطی کے تحت لالی جیسی کار تو اس نما نے پر چلنے والی تھی۔ خیر اپنے ابا منور بخش اور اماں رشیدہ رانی کا اکلوتا چشم چراغ پوری تیاری کے سنگ اور پورے دل کے ساتھ قربان ہونے پر راضی تھا، بچار انا قابل شکست ہو کر بھی اس شوخی لالی پر دل ہار بیٹھا تھا۔

"تھالا تھالا، میری تھالا" یہ چنٹو تھا جو لالی اور شاداں پر یوں بم کی مانند آگرا جیسے آسمان سے سیدھا ابھی نازل ہو کر اترا ہو، لالی کی ایک بھڑکی چینیج ابھری اور سارا صحن گوری سے الپ سے تھم چکا تھا۔ صاحبزادہ چنٹو اپنی پوری نیلی قمیص مہندی سے رنگنے کے بعد لالی کی گود میں گرے پڑے دانتوں کی اعلیٰ نمائش میں غرق تھا، اور اب لالی اسے دکھتی اگر بتی بنے کچا چبانے والی تھی۔ یہ تو بھلا ہو اس سائرہ کا جو سادہ لوح انداز میں دور ہی سے اپنی جوتی اتارے چنٹو کی طرف بڑھی، پورا صحن اب اس دھنگے پر پر ہما تن گوش ہوا۔

"کھوتے کے بچے، اس سے گہری ریسرچ نہیں ہوئی تجھ سے تھالا پر۔ اللہ اللہ کر کے وہ بے سری مہندی لگوانے بیٹھی تھی اور تو۔۔۔ پتر آج تو تیرا یہ تھالا ٹھیک کر کے خالا کرتی ہوں" سائرہ گل جان، اس گھر کی بڑی بیٹی اور خیر سے دو بچوں کی اماں۔

"لوجی، اب کل میری جگہ اسے ہی اس ماسٹر کے ساتھ رخصت کرنا اب۔ اماں۔۔۔۔۔ یہ دیکھیں ہو گیا میراویا، کمینے تجھے تو پیس کے رکھ دوں گی" لالی کا خونخوار جھپٹنا اس سے پہلے بچارے چنٹو کو دبوچ لیتا، فوراً سے پہلے چنٹو اپنی پدی پدی ٹانگوں سے بھاگنے میں فاتحانہ کامیاب ہوا تھا۔ اسکے بھاگتے ہی گوریو کی آوازیں پھر سے بلند ہوئیں اور سائرہ ہنستے ہوئے اس سڑی لالی کو خود سے

چمٹائے ہنس دی، سعدیہ بھی منہ پر دوپٹہ رکھے اپنی اس جو کر اولاد پر دانت نکالنے میں مصروف تھیں۔ ایک چار پائی پر پرانے زمانے کی چار پانچ عورتیں بھی بنا دانت والے منہ کے ساتھ لالی پر ہنس رہی تھیں۔

"ہنسنے کا بڑا شوق ہے، دانت لگوا دوں سب کو دودو" جل بھن کر لالی بھڑکتی اور سلگتی اٹھ چکی تھی۔ ایک تو شاداں نے واقعی اسکے ہاتھ پر سیڑھیوں پے رکھے گملے کا ہی ڈنڑا اُن چھاپا تھا اور اوپر سے اس چنٹو نے انکو بھی لیپ کر کے سہانا سا ٹھپہ بنا دیا تھا، بچاری کا دل سڑ کر خاک ہوا تھا۔

"ہائے لالی، کدھر دفع ہو رہی ہے۔ ٹک جا آج تیری مہندی ہے" بڑے دانت والی ڈھولکی بجانے والی عورت نے ہانک زدہ صدا لگائی تو لالی کا دل یہی کیا کہ یہ لیپ زدہ ہاتھ اسی کے منہ پر مل آئے۔

دانت پیستی ہوئی لالی کمرے میں گئی اور اسکے جاتے ہی ایک نیا گانا اپنے پورے عروج کو چھوتا ہوا بے سرے انداز میں ابھرا۔

"وے لالی، وے میری کرماں والی" سعدیہ اپنی میٹھی آواز کمرے سے دو فٹ دور سے ہی لگاتی صبح سویرے اندر بڑھے جارہے تھیں۔ صحن میں چنٹو اور گڑیا نے پتا نہیں کونسا پٹ سیا پاڈال رکھا تھا جن کی چیکڑی چینخوں سے پورا گھر گونج رہا تھا۔

"اماں یہ سائره باجی کے تبیلے تو بند کروا، اور پہلی فرصت میں باہر کی منجی والی دادی اور نانی نما عورتوں کو دانت لگوانے کا بندوبست کرو۔ میں بتا رہی ہوں کہ میرا بلا چل جانا ہے" سعدیہ تو اندر آتے ہی اپنا سر پکڑے فریج کے ساتھ والی چارپائی پر ہولتے ہوئے دل کے ساتھ بیٹھ گئیں کیونکہ لالی آج بھی بیٹ اور گیند پکڑے باہر جانے والی تھی۔

"وے تو آج بھی، لالی کچھ تو شرم کر جا۔ آج تیری شادی ہے، رکھ یہ بیٹ اور گیند ورنہ جوتی آئی ہے" سعدیہ کے پاس بھی ایک ہی جوتی کا ہتھیار تھا جس کا ایسا دبدبہ تھا کہ لالی بھی منہ پر بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیلائے دونوں چیزیں واپس رکھے تن کر سامنے آئی تھی۔

"مجھے آپ سب نہ جینے دینا، مر مر کے آٹھ جماعتیں پاس کی تھیں اور اب سکول کا ماسٹر ہی میرے متھے لگ گیا ہے۔ میں بتا رہی ہوں کہ اگر اس نے میرے سے چھ، سات اور آٹھ کا پہاڑ اسنا تو میں نے اسکو گولی مار آئی ہے" کمرے میں سعدیہ کی دبی دبی قمقمی گونجتی ہوئی بہت پیاری لگی تھی پر لالی کا تو اماں کی ہنسی دیکھ کر رونے کا شدید دل کیا تھا۔

"ہاھاھا وے پاگلے، ہم تجھے اس کے پاس پڑھانے تھوڑا بھیج رہے ہیں۔ شوہر ہو گا وہ تیرا، اور تو بھی انسان کی بچی بن کے یہ شہد آقریدن کا سوٹ اتار کے وہ سبز والی چنری والا سوٹ پہن لے۔ چل

میرا پتر، ابھی تیری پھپھاں اور تیرے ابا کی خالا بھی آتی ہوں گی " سعدیہ نے بچارے کرکڑ کا نام مسل کر ایک نظر سبز کرکٹ کی وردی کے اوپر پھیلا کر چادر کر کے کمر پر ہاتھ باندھے تیکھی لالی پر ڈالے اٹھتے کہا تو لالی کا منہ مزید پچانوے کے زوایے سے بگھڑا۔

"پہلی بات، اسکا نام شاہد آفریدی ہے۔ اماں کیا ہر بار اسکے نام پر بلڈوزر پھیر دیتی ہو۔۔۔۔ اور اب کونسی پھپھیاں اور خالا نامی مخلوق رہ گئی ہے، مجھے یہ بتاویہ ساری فرعون کے زمانے کی فوج آپکے ہی خاندان میں پائی جاتی ہے۔ مجھے نہیں پتا، میں نے ان بڈیوں کے سامنے شادی نہیں کرنی " لالی تو چادر کھینچ کر فرش پر چھینکتی ہوئی اب کرسی پر آلتی پالتی مارے انگلی منہ میں ڈالے ختمی اعلان فرمائے اندر آتی شاداں کو بھی ہنسی کا دور اڈال چکی تھی جو بہت سارے کپڑے اور چند ایک پھولوں کے تھال لیے اندر آئی اور لالی کی گھوری پر منہ میں ہی ہنسی دبائے انھیں چار پائی پر رکھے سرعت سے باہر نکل گئی۔

"اچھا تو ایسا کر ہم سب بڈیوں کو اکٹھا کر کے اگ لگا دے، ایسی آفت اولاد سے یہی امید ہے " باہر سے ایک ابا کی نانی کی لرزی آواز بلند ہوئی تو سعدیہ فکر مندی سے باہر نکلے نانی کو چمٹ ہی چکی تھیں، پر لالی کی ہنسی ضرور نکلی تھی۔

"نا اماں، آپکو پتا تو ہے زبان کی مرچ ہے بس " سعدیہ کی بات پر وہ اماں جی کچھ دھیمی ہوئی مگر نا جی۔

"اگ بھی نہیں لگنی وڈی نانی جی، دھوپ لگوانی پڑے کی پہلے دو تین ہفتے" لالی کی زبان چلی اور خود وہ اماں کی جوتی کی پہنچ سے بہت باکمال طریقے سے بچی تھی۔

"سعدیہ پتر، بیڑا تو اب اس نما نے کا غرق ہو گا جس کے متھے یہ آفت کی پرکالہ لگے گی، ہائے میرا شوا بہرام" ایک اور خالادادی کی ہنسی میں فوارے کے ساتھ بات نکلی تو اب سعدیہ سمیت ساری ہنسی تھیں۔

"اس بہرام کی تو پہلے ہی دن وہ رعب دار مونچھ کاٹے گی یہ نانی، اللہ میرے سوہنے ویر کی حیاتی کرے" سائرہ بھی شریر سی ہنسی لیے بول باہر بیٹھ کر رہی تھی پر جھانک اندر لالی کی سمت رہی تھی جواب پھونکیں مارتی ہوئی اپنی زلفوں سے اٹکیلیاں کر رہی تھی۔

"ان ساری بڈیوں کو تو اللہ کرے برات پے روٹی نہ ملے، آمین" دل میں وہ بدعادے کو اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیے وہیں لیٹ گئی تھی۔

"بہرام پتر، وے بہرام پتر۔ ہائے ماں صدقے تے ماں قربان، ماشاء اللہ میرا پتر تو لاڑا بن کے چن کا ٹوٹا لگ رہا ہے" رشیدہ رانی چمچماتے ہوئے سرخ سوٹ میں دلکش حسینہ کاروپ دھارے اپنے نئے نویلے دلہا بنے بہرام کو چٹ ہی گئی تھیں۔ گھر کا سارا بیڑا باراتیوں سے چھکا چھک اٹ چکا

تھا، کوئی دلہے کے لیے ہار لار ہاتھ کوئی پھولوں اور مٹھائی کے ٹوکڑے اٹھاتا ہوا گھر کے برآمدے میں مڑگشت کرتا دیکھائی دے رہا تھا جبکہ منور بخش اپنا اونچا سفید شملہ سجائے گھوڑے کی آمد کے منتظر تھے۔

"اماں میں تو کہتا ہوں ابھی بھی وقت ہے، مجھے بچالو" بہرام نے اپنی مونچھ کو غضبناک تاو دیتے ہوئے ایک میسنی سی درخواست کی تو اندر آتی شازو بھی دانت نکالے بھائی کے ساتھ لپٹ گئی تھی۔

"ہاھاناں بہرام بھائی، اب نہیں بچتے آپ۔ اس گاؤں کی سب سے بڑی آفت لانے جا رہے ہیں، آپ جو شرارتی سے شرارتی بچوں کو تیر جیسا سیدھا کرتے ہو اب دیکھتے ہیں کہ آپ کا ہنر کیا رنگ لاتا ہے" شازو بھی لگے ہاتھوں بھائی کی نازگ رگ چھیڑے اپنی لال سرخی مزید ہونٹوں کو رگڑ کر پھیلاتی ہوئی ہنسی۔ بہرام نے اپنی شریر ہنسی دباتے ہوئے نظریں چرا کر آئینے میں اپنی وجاہت کا صدقہ اتارا۔

"اب اتنی بھی شرارتی نہیں ہے، تھوڑی جھلی ضرور ہے۔ پر اسکے آتے ہی رونقیں لگ جائیں گی" ساس صاحبہ تو ابھی سے بہو پر قربان تھیں۔

"جی جی، بہرام بھائی کو اپنے آگے لگا کے رکھے گی۔ ممکن ہے اپنی کرکٹ ٹیم کا کوچ ہی بنالے" شازو پھر سے اپنا موتیوں والا پراندھا لہرائے باہر اباجی کی آواز پر ہنستی ہوئی کہہ کر نکلی تھی۔

"اوئے آجا ویراج نوں لے کے" باہر سے صدا آنے پر وہ سب ہی باہر گئے تو سب کے چہروں پر حیران سی ہنسی پھیل گئی تھی۔

"اباجی میں گھوڑے پر بیٹھوں گا کیا؟" باہر نکل کر صحن کے بیچوں بیچ سوہنا سفید گھوڑا دیکھ کر تو بہرام کی آنکھیں باہر کو گر پڑی تھیں، جس پر پورے صحن کے چمکیلے مہمانوں کے منہ سے عجب عجب طرز کے ہاسے پھوٹے تھے۔

"نا میرا بچہ، کہتا ہے تو آسمانی غبارے کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ اس میں بیٹھ جانا" منور بخش تو خاصے مخولی تھے، سارا مجمعہ ایک بار پھر ہنسی کے پٹاکوں میں غرق ہوا تھا۔

"ہاھا کی کردا ایں منو پتر، آج تے انہوں بخش دے۔ اپنیاں جگتاں دا کھلار نہ کھول" ادھر بھی ایک عدد دادی موجود تھی جو اپنے پان والے لال منہ سے پنجابی کے میٹھے لہجے میں بولی تو سب متفقہ لطافت کے سنگ ہنس دیے۔

"او اماں جی آپ ہی بتائیں پھر ماسٹر بہرام کے لیے کونسی شایان شان سواری کا انتظام فرماؤں" منور بخش کی مخولی سوالیہ جگت پر ایک بار پھر پورے ویڑے میں ہنسی کا راج تھا۔ بارات تیار تھی، اب بس اس آفت کی پرکالہ کو لینے کے لیے نکلنا باقی تھا۔

"سواری کو پرے ہٹا پتر، بس چھیستی سے اس گھر کا سنجائیڑا آباد کر دے" دادی کی دلپزیر خواہش تو ہر فرد کے سر متھے پر تھی، خود بہرام دل سے اس ملن پر راضی تھا۔

"بس پھر اس گھر کی سوہنی لالی کو لے آتے ہیں، آپ سب کو پتا ہے ہم نے یہ رشتہ لالی کو دیکھ کر نہیں بلکہ منشی غلام احمد اور سعدیہ بہن کی تربیت دیکھ کر کیا تھا۔ بیٹیاں اگر اعتماد کے سائے تلے پلیں تو وہ آفت ہو کر بھی راحت بنتی ہیں، دعا ہے کہ اللہ ہر بیٹی کے ماں باپ کو وہ تربیت دینے کی توفیق دے،

جو غلام اور سعدیہ نے دی ہے۔ دیکھ لو ہم صرف اس وجہ سے وہ یگی بنا کسی خوف کے اس گھر لانے والے ہیں۔ کیونکہ ہمیں پتا ہے، وہ جب بہو بن کے آئے گی تو وہ ایک بے مثال بہو بھی کملائے گی۔" منور بخش کی دبنگ جوشیلی آواز میں رشک کارنگ گھل کر تو محفل ہی لوٹ چکا تھا۔

"بلکل جی، پر دیکھ لیں بہرام کے ابا۔ خبردار جو میری دھبی رانی کو کسی نے شہد آقرین (شاہد آقریدی) بننے سے روکا" اب تو رشیدہ رانی کی اس موہنی شیریں بچارے کرکڑ کے نام کو پیس کر کھی بات پر ایک بار پھر قہقہوں اور ہنسی کے جلتنگ سے رنگ ہر سو بکھر کر حسین ترین ہو گئے تھے۔

"کیا تکلیف ہے تجھے لالی، یہ اپنی چونچ سیدھی رکھ ورنہ خالا کو کہتی ہوں اسے ایک جوتی سونگھائیں" مسلسل بیس منٹ سے حمیدہ پارلروالی اور لالی کی بد اخلاق سی سہیلی اسکامنہ پکڑ پکڑ کر میک آپ تھوپ رہی تھی مگر مجال ہو جو ابھی تک ایک پوری آنکھ بھی ٹھیک سے رنگنے ہوئی ہو۔ حمیدہ بھی تنگ آکر اب اس کے ہونٹوں پر سرخ لالی لگائے اب برا منہ بنائے پھٹ پڑی تھی۔

"کہا تو ہے یہ سب رہنے دو، پر ناں جی۔ میرا حسین و جمیل حسن تو دبا کے ہی دم لوگے تم سب، میں بھی دوپٹے سے منہ صاف کر کے ہی باہر نکلوں گی" لالی کو بمشکل کرسی پر جکڑے بچاری حمیدہ کامنہ

اس نیک پلاننگ پر پکوڑے کی طرح بنا تھا۔ جی تو اسکا بھی اب یہ میک آپ کا تیل اسکی آنکھوں میں گھسیں نے کا کیا تھا۔

"اف لالی تو کتنی آفت ہے، دیکھ سرخی بھی خراب کروادی۔ اب یو نہی چڑیل بنی رہ، بہرام بھائی ہی تجھے سدھاریں گے۔ پھر آئے گا اونٹ پہاڑ کے نیچے" حمیدہ بھی بازو تانے اب اسکا رنگلا بوتھا دیکھ کر کوفت لیے بولی تو لالی کا منہ ڈبل حجم سے سو جھا۔

"آہ میری آنکھ، اور یہ تو نے مجھے اونٹ کس خوشی میں کہا ہے، تجھے تو میں آج یہ پراندے والی چٹیا سے پکڑ کر گماؤں گی" لالی تو یوں اپنی زرا سی چبھی آنکھ پر ہاتھ دھرے اٹھی جیسے واقعی اسے پورے وثوق سے واقعی گما دے گی مگر بچاری کا دوپٹہ کرسی میں اٹک کر پھر سے اسے بٹھا چکا تھا۔ حمیدہ کا پھیکا سامنہ اب ہنسی میں پٹا تھا اور لالی صاحبہ اسے اپنی موٹی آنکھوں سے گھور رہی تھیں۔

"حمیدہ، تیار ہو گئی لا۔۔۔۔۔" سائرہ کے باقی لفظ تو منہ میں ہی رہ گئے جب اسکی نظرایک رنگین ہونٹ اور ایک میک اپ سے سچی آنکھ والی گھورتی لالی پر پڑی، اب تو حمیدہ کے ساتھ سائرہ بھی ہنسی تھی۔

"یہ کونسی افریقہ کی دلہن ہے، حمیدہ تجھے آج بھی مزاق سو جھ رہا ہے۔ اور تو یہ ایسی شکل کیوں ہے جیسے کوئی تیرا پرس چھین کے لے گیا" شریر ہنسی ہنستی سائرہ تو منہ پر مصنوعی سنجیدہ رنگ لائے بولی تو لالی کا پارہ اور ہائی ہوا۔

"تم سب جو کر مجھے ہی ملنے تھے، اپنی اس حمیدہ قصائن کو لے جا باجی اس نے میری آگے ہی آنکھ پھوڑ دی ہے" لالی صاحبہ تو کسی صورت سجنے پر رضامند نہ تھیں۔

"اچھا چھوڑ حمیدہ کو، لا میں کر دیتی ہوں پورا" سائرہ کی اتر سنتے ہی لالی کرٹ کھائے دو فٹ دور ہوئی۔ سائرہ کا اپنا میک آپ دنیا کا حسین ترین نمونہ تھا، رنگ تو اسکا پکا تھا پر میک بڑا ہی چمکتا اور رنگیلا کر کے اس نے منہ کو خاصا گورا بابا بنا رکھا تھا۔

"ناں سائرہ باجی، تیرا بیوٹی سیلون تجھے ہی مبارک۔ جا کر گڑیا اور چنٹو کو ماڈل بنا، میں باز آئی" لالی تو اب جوتیاں کھا کر ہی آرام کرنے والی تھی، ہلکا سا ہنکورا لگائے اپنے سر پہ اونچا شملہ رکھے لالی کے آبا جان کمرے میں سدھارے تو لالی ایک سیکنڈ کے اندر اندر اپنے بھاری دوپٹے کو اٹھائے جا کر انکے سفید سوٹ سے جا لگی، لوجی اک اور سیاہ۔

منشی غلام بخش بھی اپنی آنکھوں میں دکھ کا چناب لائے اس آفت کے جانے پر شکر کے بجائے غمگین ہوئے مگر جب الگ کیا تو چارے ایک نظر لالی پر ڈالتے ہوئے دوسری اپنی قمیص پر ڈالے ہنس پڑے۔ ایک آنکھ اور ہونٹ کا سارا رنگ جناب ابا خصور کی قمیص پر چھپ چکا تھا، پورے کمرے میں ان چاروں کی ہنسی تھی۔

"ہا ہالو، باجی سوہنے لگ رہے ہو" سائرہ کی تو ہنسی نہیں رک رہی تھی۔

"او کوئی ناں۔۔۔ کسی نے پوچھا تو کہہ دوں گا آج اس وے (ایچ ایس وائے) کا سوٹ ہے" اماں تو اماں، یہ منشی ابا کو بھی لفظوں پر بے رحمی کرنے کی سخت عادت تھی۔

"آباجی، ایچ ایس وائے کا" لالی نے فوراً سے درستی کیے منہ بنایا۔

"جی آباجی، اسی بہانے تو لالی کو اے بی سی کہ یہ تین لفظ یاد رہ گئے ہیں" سائرہ تو لالی کو ویسے بھی ان تیلوں کی وجہ سے زہر لگتی تھی، اب تو نیم کی گھٹلی ہی لگی تھی۔

"ہاھا اوئے نا کرو، آج میری دھڑی جارہی ہے۔ خبردار جو تم سب نے اسے تنگ کیا، چل لالی ہم کو تو خوب ستالیا۔ اب اس بہرام بخش کی جان پر اچھے سے ستم کرنا۔ آباجی کا نام نہ ڈبو دینا" بیٹی سیر تو منشی آباجی سوا سیر۔ لالی تو ہنستی ہوئی ایک بار پھر وہ ٹھپہ گہرا کرنے منشی صاحب کے سینے سے لگ گئی تھی۔

"ہاااا یہ ماسٹر تو بڑا سوہنا لگ رہا ہے، پر اسکو پتا نہیں کہ اسکا واسطہ کس شیر کی بچی سے پڑنے والا ہے۔ نی مرو پیچھے مجھے بھی تو دیکھنے دو" پردے کے ساتھ شوخ پٹولیوں کی لمبی لائن کے بیچ لالی بھی اپنا گوٹے والا دوپٹہ منہ میں دبائے برات کو دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ بھلا ہود یوار اور پردے کا جوان آفتوں کو روکے ہوئے تھا ورنہ جس طرح وہ ساری پردے سے چپکی تھیں ضرور

دیوار پھاڑ کر گری پڑی ملتیں۔ سائرہ اور حمیدہ بھی میٹھائی اور پھولوں کی پراتیں لے کر بات کے سامنے تن کر اب نیگ وصول کرنے میں لگی ہوئی تھیں۔

"شرم کر جالالی، کہیں سے بھی دلہن نہیں لگ رہی تو" یہ ایک اور سہیلی نما میک کی دکان تھی جو سچ دھج کے یوں آئی تھی جیسے اسی کی برات دروازے پر موجود تھی۔

"تھالا تھالا دولا آ دیا" چنٹو صاحب دونوں ہاتھوں میں موتی چور کے دو دولاڈو پکڑے دوڑے ہوئے اپنی توتلی آواز میں آئے تو لالی منہ بسورے دو فٹ دور ہوئی۔ یہ اب اسے لڈو میں غرق کرنے ہی آیا تھا، اب تو سائرہ بھی جوتی لے کر نہیں آسکتی تھی۔

"دور ہو جا چنٹو، تیری یہ توتلی باشاجلا کے راکھ کر دینی میں نے۔ یہ جا کے اپنے دولے کو کھلا۔"

لالی کی گھوری اس غریب مسکین چنٹو کو اس بار سمجھ آ گئی اور وہ بڑے پیار سے اب لڈو لالی کو پکڑا کر اپنی موہنی صورت سے ہنسا تو لالی بھی اس قدر شرافت پر اس پر پیار لٹاتی نثار ہو کر لڈو پکڑے ہنس دی۔

"تھالا امی تہتی کے دان تھوتنے والی، تیلی تھالا دولے پل ناجل ہونے والی (خالہ امی کہتی کہ جان چھوٹنے والی، تیری خالا دولہے پر نازل ہونے والی)" اس سے پہلے کے لالی اسکے توتلے لفظ تشریح زدہ انداز اپنانے کے بعد سمجھتی، وہ شرارتی دم دبا کے بھاگا اور لالی کے ہاتھ کا لڈو بھی اسی رفتار سے چنٹو کے سر پر پوری رفتار سے جا کر پڑا۔ ساری لڑکیوں کی کھی کھی پر لالی کی ایک ہی خون آشام نگاہ نے سب کے خلق سکھائے اور ساری لائن وار نیویں نیویں ہو کر کمرے سے نکلتی گئیں۔ لڑکیوں کے

نکلتے ہی سعدیہ اپنی نثار ہوتی محبت کا دریا لیے لالی کو دیکھتی کمرے میں آئیں تو لالی کا تیکھنا ک دیکھ کر دوپٹہ منہ پر رکھے ہنس پڑیں۔

"ناں اماں آپکی اس ہنسنے کی کسر رہتی تھی، بچہ بچہ مجھ سے تنگ ہے۔ کیا میں اتنی بری ہوں" آج پہلی بار لالی کی آنکھوں میں امدت ادکھ دیکھ کر سعدیہ نے اسے اپنے کلیجے کا ٹکڑا بنائے سینے میں پیوست کر لیا، اور آج پہلی بار لالی کی آنکھوں میں اس گھر کو چھوڑنے کو لے کر دکھ سا اٹھا تھا۔

"ناں، تو میری شہزادی ہے لالی۔ ہم سب کے سینے رواں ہیں کیونکہ اس میں ہماری یہ آفت کی پرکالہ بستی ہے۔ تو یہاں سے آج رخصت ہو جائے گی پر اس گھر کے کونے کونے سے تیری مستیاں اور شرائیں نمودار ہو کر ہم کو تیری یاد دلاتی رہیں گی بگلیے۔ تو بھلے آفت ہے پر یہ یاد رکھیں کہ تو ہم سب کی اکلوتی راحت بھی ہے پتر۔ یہ گھر تیری شرارتوں کا مرکز ہے اور رہے گا اور صرف تیری آفت سے بھی چمک اٹھتا ہے پر وہ گھر تیری آفت کے ساتھ ساتھ تیری سمجھداری اور راحت ہونے کے باعث چمکے گا۔ سمجھ گئی این! جس طرح تو نے آفت بن کر ہم سب کی خوشیاں ہمیشہ بڑھائی تھیں اب ویسے ہی اس گھر کی راحت بن کر تو اپنی اماں اور ابا کی سیکھائی تربیت بھی پار لگا دینا۔ یہ وہ دن ہے جب ماں باپ اپنی بیٹیوں کو حقیقی بڑا کر کے اپنے آپ سے دور کرنے کا مشکل فیصلہ کرتے ہیں" سعدیہ کی یہ نصیحت آج لالی کو پہلی بار اپنی باقی کی زندگی گزارنے کے سنہرے اور کارآمد اصول کے طور پر دل اور دماغ میں اترتی محسوس ہوئی تھی، یہ وہ نصیحت تھی جو سعدیہ اور منشی غلام کی تربیت کا مکمل نچوڑ تھی۔ اور یہ آج ہی اسے مل کر لالی کے دل میں اترنے والی تھی۔ یہ

قدرتی تھا کہ لالی پورے لاڈ اور محبت میں ڈوب کر بھی یوں انسانوں کی طرح اماں کے سینے سے لگی کہ اس انداز پر سعدیہ کو لگا جیسے انہوں نے اپنا فرض اور تربیت آج پورے سے نبھادی ہو۔

"ٹھیک ہے، لالی ان سب کی راحت بن جائے گی مگر اماں دعا کرنا کہ مجھ میں تھوڑی سی آفت کی پرکالہ زندہ رہے۔ باخدا آپکی اور ابا کی سیکھائی کوئی بات لالی نہیں بھولے گی مگر اس محلے کے بچوں کی کرکٹ ٹیم بنانا، اور روز کا ایک بلب توڑنا بھی تو مجھ پر فرض ہے" لالی کی آنکھیں نمی سے واپس نکل کر اپنی پوری آن سے شریر ہوئیں تو اب کی بار سعدیہ بھی پوری لطافت کے سنگ اپنی لالی پر قربان ہو گئیں۔ سچ کہتے ہیں، بیٹیوں سے ہی ہر گھر چمکتا ہے اور چمکتا رہے گا۔ اس طرح لالی رخصت ہو گئی، بھلے وہ شرافت اور راحت بننے کا ارادہ کر بیٹھی تھی مگر اسکے اندر چھپی آفت کی پرکالہ کو کہیں تھوڑا سا تا ابد زندہ و جاوید رہنے کے لیے اللہ نے اسکا مقدر بڑے دل والے بہرام سے جوڑا، اور نہ صرف اسے بلکہ اسکے پورے گھر والوں کو لالی کے "آفت کی پرکالہ" ہونے سے محبت ہو گئی تھی۔ جسے سچی نصیحت مل جاتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے سنور ضرور جاتا ہے۔
